نگاہ اولین

ہماری ذمہ داریاں اور ہمارے حقوق

عبدالرشید صدیقی

رحمۃ للعالمین امام المرسلین ﷺ کا ارشاد ہے: { أعط كل ذي حق حقه} ''ہر حق دار کو اس کا حق دے دو۔'' [صحیح بخاری کتاب الصوم باب ٥١ مع الفتح ٤/٢٤٧، و کتاب الادب باب ٨٦، ١٥/٥٥٠، ترمذی کتاب الزهد ٤/٥٢٦]

ذمہ داریاں اور حقوق باہم لازم و ملزوم ہیں، ایک کا حق دوسرے کا فرض ہوتا ہے اور دوسرے کا فرض اس کا حق۔ جب فرائض کی بجا آوری کے بغیر حقوق کا حصول ممکن نہیں، تو ''حقوق'' کا مطالبہ ہی غیر منطقی اور غیر فطری ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، ہر ایک کی زبان پر حقوق کی رٹ ہے۔ اسی کے لئے افسروں سے لے کر چپراسی تک ہر پیشہ سے تعلق رکھنے والے ملازمین و نیم ملازمین کی تنظیمیں قائم ہیں۔ گویا معاشرے کے ہر طبقے نے اپنے حقوق کے لئے اجتماعی جدو جہد کا پختہ نظام قائم کیا ہوا ہے۔ ''حقوق'' پر اشتہار چھپتے ہیں، جلسے ہوتے ہیں، جلوس نکلتے ہیں۔ یوم حقوق، ہفتہ حقوق اور حقوق نسواں منائے جاتے ہیں۔

دوسری طرف فرائض کی بجا آوری اور یاد دہانی کے لئے کچھ بھی نہیں کیا جاتا۔ اس مقصد کے لئے کوئی انجمن یا ادارہ فعال ہے؟ اس کے اہتمام و انصرام کے لئے کوئی جلسہ ہوا ہے؟ کوئی جلوس نکلا ہے؟ ان یک طرفہ جمہوری حربوں کی بدولت لوگوں میں احساس ذمہ داری کا شعور بالکل نہیں رہا۔ گویا ہم گاڑی کو ایک پہیے پر چلانا چاہتے ہیں، جو کہ ناممکن ہے۔ دور حاضر میں سماجی رشتوں اور معاشرتی علائق کے بگاڑ کی بہت بڑی وجہ یہی ہے۔ چنانچہ نہ صرف ملک عزیز بلکہ مشرق و مغرب کے بیشتر ممالک ہر جگہ معاشرے کے عدم توازن پر شکوہ کناں ہیں۔ اس بے اطمینانی، جوڑ توڑ اور گھیراؤ جلاؤ کی بڑی وجہ یہی یک طرفہ مطالبات ہی تو ہیں.....

اسی طرح ہر سال یکم مئی کو محنت کشوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے اور ان مزدوروں کی یاد میں ٹسوے بہائے جاتے ہیں جنہوں نے ١٨٨٦ء میں امریکی ریاست شکاگو میں اپنے حقوق کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ان تڑپتے لاشوں کے طفیل محنت کشوں کو انصاف ملا یا نہیں؟ اس کا جواب تا حال واضح نہیں۔ البتہ مزدوروں اور محنت کشوں کے نام پر اپنی

دکانیں چمکانے والی قوتیں آج تک دندناتی پھر رہی ہیں اور ان بے چاروں کے نام پر صرف ایک ''یوم'' منا کر خرمستیاں اور چیرہ دستیاں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ یہ مزدور رہنما اس دن جھنڈے اٹھائے، مارچ کرتے، جلسوں میں بڑی زوردار تقریریں کرتے، بلند بانگ وعدوں سے مجلس گرماتے اور مزدوروں کے دکھ میں مبتلا ہونے کا واویلا کرتے نظر آئیں گے۔ محنت کشوں کے دن پھریں نہ پھریں، یہ حضرات فائیو سٹار ہوٹلوں میں رہائش پذیر، ہوائی جہازوں کی ٹکٹیں ہاتھوں میں لہراتے، اخباروں میں تصویریں چھپواتے ہوئے دوسروں کے حقوق کے ''غم میں ہلکان'' نظر آئیں گے۔

یہ صرف مختصر سی جھلک ہے اس ہنگامے کی' جو یوم مئی کی مناسبت سے مزدوروں اور محنت کشوں کو بے وقوف بنا کر ان کے استحصال کے لئے بپا کیا جاتا ہے۔ یہ بھی یورپ کے استحصالی نظام کا حصہ ہے۔ اچھے خاصے لکھاری بلکہ واعظ حضرات بھی ''حقوق'' پر لکھتے اور چیختے ہیں، مگر ''فرائض'' میں لب کشائی کرتے ہیں' نہ خامہ فرسائی۔

اسلام نے ''ذمہ داری کی بجا آوری'' کو ''حقوق کے مطالبات'' پر اولیت دی ہے۔ سلمۃ بن یزید الجعفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: { أرأيت إن قامت علينا أمراء يسألوننا حقهم ويمنعوننا حقنا فما تأمرنا؟ } ''اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بتلایئے اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں جو ہم سے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں' لیکن ہمارا حق ادا نہ کریں تو آپ کا کیا حکم ہے؟''

''حقوق'' کے مطالبے پر مشتمل یہ سوال سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا، اس نے دوبارہ، سہ بارہ پھر یہی سوال دہرایا.....تو سائل کو اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف متوجہ کر کے کہا: { اسمعوا وأطيعوا فإنما عليهم ما حملوا وعليكم ما حملتم } ''(اس کے باوجود) تم اپنے فرائض ادا کرنے میں غفلت نہ کرو، ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ بے شک وہ اپنے فرائض کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنی ذمہ داریوں سے متعلق جواب دہ ہو۔'' (صحیح مسلم کتاب الامارة ١٢/٢٣٦)

اسی طرح کے ایک اور سوال کے جواب میں ارشاد نبوی ہے: { أدوا إليهم حقهم وسلوا الله الذى لكم } (الترمذی ٤/١٨٤) ''تم پر شرعی امیر کے حقوق لازم ہیں، وہ ادا کرو اور اپنے حقوق کے لئے اللہ سے سوال کیا کرو۔'' (یعنی اللہ پاک سے دعا کرنا چاہیے کہ امیر المؤمنین کو ہمارے حقوق ادا فرمانے کی توفیق عطا کر)

دین اسلام نے معاشرے کو پرسکون بنانے اور باہمی روابط کو بڑھانے کے لئے فرائض اور حقوق کا غیر مبہم انداز میں تعین کیا ہے۔ اور ہر ایک کو اپنی جگہ نبھانے کی تاکید کی ہے۔

اللہ رب العزت اپنے حقوق، توبہ واستغفار وغیرہ سے معاف فرمائے گا۔ بندہ امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، معاف فرمانے والا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے: ﴿وأحضرت الأنفس الشح﴾ (النساء/ ۱۲۸) ''یعنی ہر نفس اپنے اپنے مفاد میں بخل اور حرص کا خوگر ہوتا ہے۔'' بقول ڈپٹی نذیر احمدؒ: انسان بڑا ٹھرڈلا ہے، مشکل سے معاف کرتا ہے۔ اللہ اپنے بندوں کے حقوق نہیں بخشتا الا یہ کہ وہ ادا ہو جائیں یا بندہ خود ہی دوسرے بندے کو معاف کر دے۔ اس سے حقوق العباد کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

ہمارے آقا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے میدان عرفات میں ۹ ذوالحجہ ۱۰ ہجری بروز جمعہ اپنے ''خطبہ حجۃ الوداع'' میں ''انسانی حقوق اور امنِ عالم'' کے اسلامی آئین کا باضابطہ اعلان فرمایا، جس کا آغاز ''یا أیھا الناس!'' کے الفاظ سے ہوتا ہے اور کم وبیش ایک لاکھ کے مجمع میں اس کے عملی نفاذ کی داغ بیل ڈال دی تھی۔ اس آئین کے بعض چیدہ چیدہ دفعات حسب ذیل ہیں:

1 - لوگو! بیشک تمہارا رب ایک ہے اور بلاشبہ تم سب کا باپ ایک ہے۔ یاد رکھو کسی عربی کو غیر عرب پر اور غیر عرب کو عربی پر، اسی طرح کسی سرخ فام کو سیاہ پر اور کسی سیاہ فام کو سرخ رنگت والے پر کوئی فضیلت نہیں مگر ہے تو صرف نیکی اور پرہیزگاری کی بنیاد پر۔ (مسند احمد)

2 - ماتحتوں کا خیال رکھو۔ جو خود کھاؤ انہیں کھلاؤ، جو خود پہنو انہیں پہناؤ۔ (طبقات ابن سعد)

3 - آج سے دور جاہلیت کے تمام خون (مطالبات قصاص) ختم کئے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون یعنی ربیعہ کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم ۸/ ۱۸۲-۱۸٤)

4 - عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ (مسلم)

اللہ رب العزت علیم وحکیم ذات ہے، جس نے مخلوق کو وجود بخشا اور ان میں سے بنی نوع انسان کو احسن تقویم عطا فرمائی۔ کائنات کی ہر شے کو اس کی نفع رسانی کے لئے مسخر کر دیا۔ بہت ساری مخلوقات پر اسے کنٹرول کی صلاحیت بخشی اور انسان کو صرف اس وحدہ لاشریک کی بندگی کے لئے پیدا کیا۔ انسان کی فوری، دیرپا اور یقینی فلاح وبہبود اسی میں ہے کہ وہ رب العالمین کی طرف سے عطا کردہ دستور بندگی پر کاربند رہے۔

تاریخ عالم شاہد ہے کہ جب کبھی انسان نے رب کی بندگی کے تقاضے پورے کیے، انسانی معاشرہ جنت نظیر بن گیا اور جب کبھی اس شرف سے منہ موڑا، انسان اپنی ہی جنس کے دشمن بن گئے۔ ہر فرد نے اپنے اپنے دائرہ کار میں

احساس ذمہ داری کو تج دیا اور بزور بازو دوسروں کو ان کی ذمہ داریوں کی ادائیگی پر مجبور کر کے مفادات سمیٹنے کے لئے فرائض سے چشم پوشی اور حصولِ حقوق کی جنگ برپا کی۔

اس جنگ میں ذاتی اثر ورسوخ، مال ودولت، اقتدار واختیار سب کو جھونکنے کے باوجود حسب منشا فتح نہ ملی تو ہر ایک نے اپنے ہم پیشہ افراد کو باہم ملا کر ''تنظیم'' کے نام پر متحدہ قوت فراہم کی۔ یہ راہ اسے اقوام متحدہ نے سجھائی، جس کے اراکین خودغرضانہ منشور کے تحت دنیا بھر کی ترجمانی کا بیڑا اٹھائے ہوئے اپنے اپنے ''حقوق'' بلکہ ''ناحق مفادات'' بھی اس کے ذریعے وصول کرتے ہیں اور دوسروں کے حقوق کی باری آتی ہے تو ''ویٹو'' کا ''قانونی وانسانی حق'' استعمال کر کے ''سرخرو'' ہو جاتے ہیں۔اس طرزِ عمل سے یہ ادارہ ''انجمن افتادِ باہمی'' بنا ہوا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور مہد سے لحد تک زندگی کے ہر مرحلے میں اور ابتدائے آفرینش سے قیامت تک ہر زمانے میں انسانیت کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔اگر آج کی دہشت زدہ، تڑپتی، سسکتی انسانیت ہوش کے ناخن لے تو اسے اسلام کے سایہ عاطفت میں ضرورت کی ہر چیز مل سکتی ہے۔اور ''فرائض کی ادائیگی'' کی خاموش تحریک برپا ہو کر یہ دنیا امن ومساوات اور اخوت ورواداری کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع ہی کو لیجئے! اس تاریخی خطبے میں وہ لعل ہائے گرانمایہ چمک رہے ہیں، جن میں سے ایک ایک کے دیدار کے لئے انسانیت تڑپ رہی ہے، اور اس کی تلاش میں دردر کی خاک چھان رہی ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اس ایک ہی خطبے میں حقوق انسانی یعنی انسان کے جان، مال اور عزت وآبرو کے تحفظ، اخوت اسلامی، حقوق نسواں قطع نزاعات جاہلیت، حفاظت قلوب واذہان اور فروغ امن عامہ ورواداری کے بیش بہا تحائف سے دنیا کو نواز رہے ہیں۔تباہی ہو کفار کے شدید مذہبی تعصب کے لیے جو مسلمانوں کی غفلت وبدعملی سے جڑ کر امن ومساوات کی راہ میں سدِ سکندری بن کر حائل ہے اور عملاً ان کی ساری ہمدردیاں ظالموں اور مجرموں کے لیے وقف ہیں۔

آج اگر مسلمان کتاب وسنت پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہر شخص اپنے فرائض کا پابند ہو جائے اور کسی بھی شخص کو حقوق کے مطالبے کی نوبت ہی نہ آئے اور یہ سکون واطمینان کفار کی عصبیت کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جائے اور وسیع ترین عالمی سطح پر سسکتی بلکتی انسانیت بھرپور انداز میں ﴿ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ أفواجا ۞﴾ (النصر ۲) کا روح پرور منظر پیش کرنے لگے۔﴿وما ذلک علی اللہ بعزیز ۞﴾ (ابراھیم/ ۲۰، فاطر /۱۷)